مصنفہٴ

حضرت علامۃ العصر حسان الہند مولانا مولوی محمد محسن صاحب

کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام احقر العباد محمد حسن

در انوار المطابع لکھنؤ مطبوع گردید

۱۲۸۹ھ

یہ مثنوی سچّی ہمدردی اور پرانی محبت کا فوٹو ہے۔ حضرت محسنؒ کے ایک دوست پر سرکاری معاملہ میں گرفت ہوئی جس میں اندیشہ تھا کہ ان کی عزت و آبرو میں فرق آئے۔ حضرت محسنؒ اپنے دوست کی پریشانی و اضطراب کا صدمہ نہ اُٹھا سکے بیمار ہو گئے۔ جب خدا کے فضل سے وہ معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ حضرت محسنؒ کو بھی صحت ہو گئی۔ بعد صحت یہ مثنوی لکھی جو نظر ثانی سے محروم ہے

—— x o o o x ——

یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا

تڑپنے لگا دل اُچھلنے لگا

زمین تک مرے آنسو آنے لگے

فلک تک مرے نالے جانے لگے

جگر میں تپش لب پہ شیون ہی کیون

مجھے آپ ہی آپ اُلجھن ہے کیون

مری چشم تر کا یہ کیا حال ہے

کہ دامن سے تا آستین لال ہے

مرا رنگ فق ہوتا جاتا ہے کیون

بدن خود بخود سنسناتا ہے کیون

سبب کیا کہ مین سر کو دھُنّے لگا

ہوا کیا کہ مین تنکے چُنّے لگا

ہنسی مین مرے آنسو بہنے لگے

مجھے لوگ سودائی کہنے لگے

نیا راگ لائی مری بیکسی

چُھٹا دیس جنگل کی دُھن ہو گئی

مرے مُنھ پہ زردی سی کیون چھا گئی

چمن مین مرے کیون خزان آ گئی

پسینے بھی دیکھے نکلتے ہوے

ہے گھبراہٹ اتنی مجھے کس لیے

کرچی اپنے ہاتھوں اُٹھانے چلا

کُھلے بند میں قیدخانے چلا

چمن سے مجھے شوق صحرا ہوا

نئے رنگ کا مجھکو سودا ہوا

خزاں آئے تو دل کو کھٹکا نہیں

بہار آئے تو مجھکو پروا نہیں

طبیب آئیں بالیں پہ تو دم گھٹیں

مری نبض دیکھیں تو نبضیں چھٹیں

کوئی فصد لے یاں اثر تک نہ ہو

کوئی تپچھنے دے یاں خبر تک نہ ہو

عجب طرح کا ہے یہ دیوانہ پن

نہ شوق خموشی نہ ذوق سخن

اگر بے محل گفتگو کی ٹھنی
ملا نطق کو خلعتِ سوسنی

خموشی ہوئی گر بجائے سخن
ملا نالہ کو سرمئی پیرہن

جو سوتے میں شب کو رہی بیکلی
تو خوابِ پریشاں سے نیند اڑ گئی

جو دن کو یہی سوز باطن رہا
تو دن بھر مرا کیا بُرا دن رہا
خوش آتی نہیں اب مجھے کوئی شے
نہ دریا نہ گلشن نہ مینا نہ مے
نہیں کوئی سامان مجھے سازدار
نہ ساقی نہ مطرب نہ فصلِ بہار

کبھی میری کیفیت ایسی نہ تھی

یہ شورش یہ سوزش یہ گرمی نہ تھی

نہ ایسی کبھی بیقراری ہوئی

نہ مجھ پر غشی ایسی طاری ہوئی

نہ آنکھوں کے پردے گلابی ہوے

نہ تار آنسوؤں کے شہابی ہوئے

گھڑی بھر مین مین ہو گیا گرد برد

ستم ہی غضب ہی کلیجے کا درد

نہ کیا کیا ہوس زندگانی کی تھی

مگر موت آئی جوانی کی تھی

کوئی دم مین دم ہی نکلتا ہی آج

کلیجا مرا کوئی ملتا ہی آج

چلی آتی ہین ہچکیان دمبدم

مجھے یاد کرتے ہین اہل عدم

اندھیرا مری آنکھون مین چھا گیا

جبین پر تو دیکھو عرق آگیا

تڑپنے مجھے دو نہ بولو ذرا

مرے ہاتھ اور پانوٗن کھولو ذرا

نہ للہ مجھکو سنبھالے کوئی

مرے منھ مین پانی نہ ڈالے کوئی

سبکروحی یارون کو دکھلاؤن مین

کہ بو ہو کے غنچہ سے اُڑ جاؤن مین

مین کس واسطے خاطر آزار ہون

کسی کے دل و دوش کا بار ہون

ہو آنکھون سے آبِ رواں موجزن

اِسی مین نہاؤن وہی ہو کفن

مرے فاتحہ کو نہ آئے کوئی

جنازہ نہ میرا اُٹھائے کوئی

نہ قُل ہو نہ پھول اور نہ میلہ رہے

مرا مُردہ سب سے اکیلا رہے

۱؎ آبِ رواں ایک قسم کپڑے کی ہے ۱۲

نہ شمعِ لحد کا بھی آنسو بہے

فقط بیکسی مجھکو رُوتی رہے

خفا کرکے محسن نہ پھیرین مجھے

فرشتون سے کہدو نہ گھیرین مجھے

سمجھتا نہین مین حساب وکتاب

یہ رکھتا ہون اک مختصر سا جواب

نہ میں نے کیا کچھ نہ جانا کبھی

مگر سجدۂ آستانِ نبیؐ

خطابش بدیوانگہِ کبریا

حبیبِ خدا اشرفِ انبیا

زاسمائے اوروز امید و بیم

شفیعؐ متاعؐ نبیؐ کریم

(محسن)

اگر آپ کو عمدہ کتابوں کا اور اردو کے

مشہور مصنفین کے تصانیف دیکھنے کا شوق ہو

تو ہماری فہرست کتب مفت طلب

فرمائے

محمد حسن مالک انوار المطابع لکھنؤ